المہدیؑ ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

یوم معلّم

تعارف

اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری رحمۃ اللہ علیہ

@IdaraTarbiatIsoPak | @IdaraTarbiat

باسمہ تعالیٰ

تعارف

اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری علیہ الرحمۃ

قرآن میں ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (سورہ یسین)

"ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں اور جو آثار پیچھے چھوڑ جاتے ہیں سب کو ہم لکھتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک امام مبین میں جمع کر دیا ہے" بلا شبہ ہر لاشے کو شے میں بدلنے والی عدم کو وجود بخشنے والی اور ہر نیستی کو ہستی کے قالب میں ڈھالنے والی ذات اسی کی ہے لیکن اگر آیت کے مفہوم پر غور و تدبر کیا جائے تو مادی مفہوم کی بجائے معنوی حیات کا مفہوم دکھائی دیتا ہے وہ زندگی جس میں فنا کا کوئی تصور نہیں وہ زندگی جس کی تابندگی میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی، وہ زندگی جو وفور شوق سے بھی عبارت ہو اور ضرور نور سے بھی۔۔۔وہ زندگی جو فان ذات سے شروع ہو کر عرفان حق کی بلندیوں تک رسائی حاصل کرتی ہے، وہ زندگی جس کا سفر تجسس سے شروع ہوتا ہے اور جو شوق ولگن کی منازل کو طے کرتے ہوئے کمال حقیقی تک رسائی حاصل کر لیتی ہے جو نور حق کو حقیقت کی تجلی سے نہ صرف خود مثل شمع روشن ہو جاتی ہے بلکہ چراغ سے چراغ جلنے کے مصداق بے شمار زندگیوں کو چراغ ہائے حقیقت میں تبدیل کرتی چلی جاتی ہے وہ کہ جس کے اس دنیا سے ظاہری طور پر چلے جانے کے بعد بھی اس کے باوجود سے پھوٹتی روشنائیاں ان گنت ذہنوں کو، دلوں اور روحوں کو روشن کر دیں اگر ایسی حیات آفرین زندگی کی

مثال دیکھنی ہو تو چاہیے کہ شہید مرتضیٰ مطہریؒ کی زندگی کا مطالعہ کریں۔

وہ شخصیت کہ جس کو خمینیؒ بت شکن جیسی شخصیت نے نہ صرف یہ کہ اپنا فرزند گردانے بلکہ" پارہ تنم" اور" حاصل عمرم" جیسے الفاظ سے اپنے بھرپور وابستگی کا اظہار کرے، جس کی شہادت کو عظیم سانحہ اور نقصان قرار دے جس شخصیت کو امام راحل جیسی ہستی انقلاب کا فکری ستون گردانے وہ بلند مرتبت شخصیت شہید مرتضیٰ مطہریؒ کی ہے جن کے متعلق رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ خامنہ ای (حفظہ اللہ) عہد حاضر کے جویان حق کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اگر آج بھی آپ اسلام کے ترجمان بننا چاہیں اور دینی معارف کو سمجھنا چاہیں تو کم از کم ایک بار شہید مطہریؒ کی کتب کا مطالعہ کریں۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ وہ بلند مرتبت شخصیت ہیں کہ جس نے انسان سازی اور جامع سازی کا حق ادا کیا اپنے علم و عمل کے زور پر انسانی معاشرے میں فکری بنیادوں پر تغیر برپا کیا۔ آپ نے جن موضوعات کو اپنی تحریروں اور تقریروں کا موضوع بنایا وہ آج بھی چالیس سال گزرنے کے بعد بھی زندہ اور معاشرے کے لئے مفید ہیں۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہری علیہ الرحمۃ کا تعارف:

استاد شہید مطہریؒ نے فروری 1919ء میں عالم ربانی شیخ محمد حسین مطہریؒ کے گلستان پر بہار میں آنکھ کھولی مرتضیٰ بچپن سے اپنے ہم سن بچوں سے مختلف تھے۔ حقیقت اور معنویت کی طرف رجحان ان کی زندگی کے ابتدائی سالوں میں ہی واضح تھا جستجو اور اشتیاق کے ساتھ مرتضیٰ نے اپنے والد کے حضور تحصیل علم کا آغاز کیا مکتب کے ساتھ مرتضیٰ کی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ ابھی پانچ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک روز صبح سویرے پڑوس کا ایک کسان مرتضیٰ کو گود میں اٹھائے ان کے دروازے پر دستک دیتا ہے

والد محترم جب دروازے پر جاتے ہیں تو وہ کسان مرتضیٰ کو ان کی آغوش میں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کے یہ فرزند مکتب کے دروازے سے ٹیک لگائے سو رہے تھے والد حیرت سے پوچھتے ہیں کہ بیٹا اس وقت مکتب کہاں جا پہنچے: کہتے ہیں بابارات میں میری آنکھ کھلی چاندنی دیکھ کر محسوس ہوا کہ شاید صبح ہوگئی اس لئے میں نے جلدی سے مکتب کا رخ کیا مگر مکتب کے دروازے پر تالہ پڑا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں شہید مطہریؒ حوزہ علمیہ مشہد مقدس کی علم و عشق سے معطر فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں۔ بارہ تیرہ سال کی عمر کے اس ابتدائی حصے میں جب عام طور پر بچے صرف کھیل کود کی فکر میں ہوتے ہیں مرتضیٰ کے دل و دماغ پر یہ سوال دستک دیتے ہیں کہ یہ ہی وہ ہستی جس نے عالم ہست و بود کو تخلیق کیا ہے کیسی ہے۔ خدا کس طرح کی صفات رکھتا ہے اس نے انسان کو کیوں تخلیق کیا۔

یہی وہ زمانہ تھا کہ جب بارہ تیرہ سال کا یہ کم سن بچہ خواہش کرتا ہے کہ مرزا مہدی مشہدی رضوی جو کہ مدرس فلسفہ الٰہی ہیں ان کے دروس میں شرکت کریں لیکن ان استاد بزرگ کی وفات کے باعث مرتضیٰ کی یہ خواہش تشنہ ہی رہ جاتی ہے۔

سال ۱۳۰۰ شمسی ہجری میں جب مرتضیٰ کی عمر ۱۸ سال تھی پورا ایرانی معاشرہ رضا شاہ کی حکومت کی سیاہ کاریوں کا شکار تھا ظلمت کے اس تیرہ و تاریک ماحول میں شہید مطہری حوزہ علمیہ قم میں وارد ہوتے ہیں۔ مرتضیٰ کی کثرت مطالعہ، وفور شوق اور سعی و کوشش مدرسہ فیضیہ میں سبھی اہل علم کو حیرت زدہ کرتی تھی، شہید مطہریؒ نے قم میں قیام کے دوران آیۃ اللہ العظمیٰ بروجردیؒ، آیۃ اللہ مرعشی نجفیؒ، آیۃ اللہ سید گلپایگانیؒ، آیۃ اللہ سید احمد خان تاریؒ، آیۃ اللہ سید محمد حجتؒ، آیۃ اللہ سید محقق یزدیؒ اور آیۃ اللہ سید محمد حسین طباطبائیؒ، جیسے بلند مرتبت اساتذہ سے علم حاصل کیا، یہ تمام اساتذہ نہ صرف یہ کہ میدان علم کے شہسوار تھے بلکہ تقویٰ عمل میں بھی گوہر بے مثال تھے مگر مرتضیٰ کی روح بے قرار تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ان کی تشنہ روح کسی چشمہ

فیض کی تلاش میں ہے آخر کار گوہر مقصود ان کے ہاتھ آگیا مرتضیٰ مطہری امام خمینیؒ کے محضر میں آن پہنچے ۔امام خمینی جو کہ مجسم علم وتقویٰ تھے مدرسہ فیضیہ میں درس اخلاق دیا کرتے تھے امام کے درس اخلاق انسان سازی میں اپنی مثال آپ تھے امام کے درس اخلاق محمدؐ وآل محمدؐ کو پالینے اور حصول عملی سے عبارت تھے یہی وجہ ہے کہ محضر امام خمینیؒ کے زیر اثر ان ایام میں شہید مطہری کی اہم ترین فعالیت مطالعہ میں استغراق اور تحصیل وتدریس سے کہیں بڑھ کر راز و نیاز اور مناجات خدا اور عشق سحر خیزی قرار پائی ۔اقبال کے الفاظ میں :

واقف ہوا گر بیداری شب سے
ثریا سے بھی بڑھ کر ہے یہ خاک پر اسرار

تہران کی طرف ھجرت:

سال ۱۳۳۱ ہجری شمسی میں شہید مرتضیٰ مطہریؒ شادی کے بعد معاشی مسائل کا شکار ہو کر تہران کی جانب ہجرت کرتے ہیں شاید پروردگار عالم یہ چاہتا تھا کہ استاد شہید مطہریؒ یونیورسٹی کے روشن فکر اساتذہ اور طلباء کے لئے سرمایہ تربیت اور ہدایت قرار پائیں تہران میں رہتے ہوئے اوائل میں شہید مطہریؒ مدرسہ مروی میں تدریس کا آغاز کرتے ہیں کچھ عرصے کے بعد شہید مطہریؒ تہران یونیورسٹی میں الٰہیات اور معارف اسلامی کے ڈیپارٹمنٹ میں استاد کی حیثیت سے تدریس کا آغاز کرتے ہیں اور تقریباً 20 سال اس دانشگاہ میں طلباء کے شبہات اور معارف اسلامی کے متعلق سوالات کا اس قدر توجہ ،دقت ،مطالعہ تحقیق اور اخلاص کے ساتھ جواب دیتے ہیں کہ طلباء آپ سے عشق کرنے لگتے ہیں ۔اس ادارے میں استاد شہید مطہری ڈگری ،ماسٹرز اور اس سے اوپر کے درجوں حتیٰ ڈاکٹریٹ کے طلباء کو بھی کلیات علوم اسلامی ”فلسفہ ،منطق ،علم کلام ،عرفان ،فقہ اصول ،فقہ وحکمت عملی ،تاریخ فلسفہ ،تاریخ مجادلات اسلامی ،شرح منظومہ ،اور

الٰہیات، وغیرہ تدریس کرتے ہیں۔

قلم کے محاذ پر:

استاد شہید مطہریؒ کم و بیش تیس سال تعلیمات قرآن و اہل بیتؑ سے بہرہ ور ہونے کے بعد بیمار معاشرے کی میسحائی کے لئے قلم کا سہارا لیتے ہوئے میدان میں وارد ہوتے ہیں ۔وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دین ناب اسلام و دین ناب محمدیؐ ناشناختہ شدہ ہے۔ چنانچہ وہ خود اسلام ناب کی ترویج کا کام شروع کرتے ہیں۔

مجلہ مکتب تشیع:

استاد مطہریؒ کے مقالہ جات اس مجلہ میں شائع ہوتے تھے" اصالت روح ،قرآن اور مسائل زندگی، توحید و تکامل"

انجمن اسلامی پزشکان (Association of islamic Doctors) استاد شہید مطہریؒ اس انجمن کے روح رواں تھے شہید مطہری اس انجمن کے جلسوں میں اہم ترین مقرر کی حیثیت سے شرکت کرتے تھے جن اہم موضوعات پر شہید نے عالمانہ انداز میں روشنی ڈالی وہ توحید، نبوت، معاد، مسئلہ حجاب، صلح امام حسنؑ، مسئلہ ولی عہدی امام رضاؑ، اسلامی فطرت، رباہ، بنک اور بیمہ جیسے گراں قدر اثاثے ہیں۔

حسینیہ ارشاد:

امام خمینیؒ کی نہضت کے آغاز سے ہی شہید مطہریؒ ایک فعال شخصیت کی حیثیت سے امام خمینیؒ کے ساتھ ساتھ تھے امام خمینیؒ کی جلاوطنی کے بعد آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں ۔اس زمانے میں آپ کی جلاوطنی کے بعد آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں ۔اس زمانے میں آپ کی تحریر و تقریر کا مقصد نہضت اسلامی کو فکری بنیادیں فراہم کرنا تھا۔ اور لوگوں کو اسلام ناب سے روشناس کروانا تھا۔شہید سالہا

سال سے یہ آرزو رکھتے تھے کہ ایک علمی اور فرھنگی ادارے کی تاسیس کی جائے جہاں سے معارف اسلامی کی نشر و اشاعت و تبلیغ بہتر انداز سے انجام پائے سال ۱۳۴۶ ہجری شمسی میں شہید مطہریؒ نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ مل کے حسینیہ ارشاد کی بنیاد رکھی حسینیہ ارشاد میں شہید مطہریؒ بہت سے دانشوروں کو تقریر کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے ۔اور خود بھی حسینیہ ارشاد کے اہم ترین مقرروں میں سے تھے ۔لیکن بعدازاں وہ مستقبل کی امید جو شہید مطہریؒ نے حسینہ ارشاد سے باندھی تھی وہ ٹوٹ گئ تو آپ نے استعفیٰ دے دیا اور اسے چھوڑ دیا۔

استاد مرتضیٰ مطہری علیہ الرحمۃ کی شہادت:

تعلیم کے دوران ہی استاد مطہریؒ نے محسوس کیا کہ کمیونسٹ اسلام کے خلاف ایک خفیہ منصوبے پر عمل پیرا ہیں ۔استاد مطہریؒ نے مارکسزم اور اسی جیسے دوسرے نظریات کو باطل ثابت کرنے کے لئے علمی انداز میں تنقید کے ساتھ ساتھ اسلام کا حقیقی چہرہ بھی پیش کیا۔ملحدانہ مکاتب فکر کے پیروکاروں کے لئے استاد مطہریؒ کی سرگرمیاں ناقابل برداشت تھیں چنانچہ انہوں نے آپ کو دہشتگردی کے ذریعے منظر عام سے ہٹا دینے کا فیصلہ کیا۔ بالآخر وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوئے اور استاد مطہریؒ کو یکم مئی ۱۹۷۹ء کو شہید کر دیا۔استاد شہید پہلے سے اس شہادت کے لئے آمادہ تھے اور فرماتے تھے کہ:

"اگر یہ طے ہیں کہ انسان کو اس دنیا سے جانا ہے تو کس قدر بہتر ہے کہ وہ اصلاح عقائد اور دفاع اسلام کے راستے میں جان دے اور مجھے اس راستے میں جان دینے میں ذرا برابر بھی تامل نہیں ہے۔"

امام خمینیؒ نے جب یہ خبر سنی تو شدت جذبات سے آنکھو میں آنسو آگئے اور فرمایا:

"میں ایک عزیز فرزند سے مرحوم ہو گیا ہوں میں اس شخص کی موت کا سوگ منا رہا ہوں جو

میری زندگی کا حاصل ہے۔"

استاد شہید مطہری علیہ الرحمۃ کے آثار:

شہید مطہریؒ کے آثار ایک سدا بہار گلستان کی مانند ہیں کہ جن کی خوشبو ہر متلاشی حقیقت کی عقل و روح کو معطر کرتی ہے ان کی پچاس سے زائد کتابیں اہم ترین موضوعات پر آج بھی اصلاح عقائد اور تربیت افکار میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

جن اہم موضوعات پر شہید نے قلم اٹھایا وہ درج ذیل ہیں:

آشنائی با قرآن، اسلام اور عہد جدید کے تقاضے، انسان کامل، اسلام میں تعلیم و تربیت، توحید، نبوت، ختم نبوت، معاد، حماسہ حسینی، سچی کہانیاں، سیرت نبوی، سیر محمدؐ و آل محمدؐ، فلسفہ اخلاق، فلسفہ تاریخ، فلسفہ حجاب، اسلام میں خواتین کے حقوق، مسئلہ ربا، عبادت و نماز، توبہ کیا ہے اور کیسے قبول ہوتی ہے؟، فطرت، معنوی آزادی، جہاد اور جاذبہ و دافعہ علیؑ۔

معنوی آزادی:

تاریخ بشر میں انسانوں کی مشکلات و مسائل میں سے ایک مشکل یہی رہی ہے کہ ایک فرد نے دوسرے فرد کا ایک قوم نے دوسری قوم کا استثمار کیا ہے اسے اپنی غلامی لیا ہے یا کم از کم یہ کیا ہے کہ اپنے لئے میدان کھلا رکھنے کی خاطر دوسرے سے میدان چھین لیا ہے۔"معنوی آزادی" شہید مرتضیٰ مطہریؒ کی تقاریر کا ایسا مجموعہ ہے جس میں شہید نے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن مجید کی نص کے مطابق انبیاء کے مقاصد میں سے ایک مقصد انسانوں کو سماجی آزادی فراہم کرنا ہے اور ان تقاریر میں انسانی روح اور اس میں معنویت کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔اور مؤثر انداز میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ معنوی آزادی، سماجی آزادی کے بغیر ممکن ہے یا نہیں؟ سماجی آزادی، معنوی آزادی

کے بغیر میسر آسکتی ہے یا نہیں ؟اور اس گفتگو میں شہیدؒ نے بیان کیا ہے کہ جب تک انسانی روح کی تربیت نہ ہو،اس کا رخ خدا کی طرف نہ ہو اور اسی میں خدا کے سامنے جوابدہی کا تصور نہ ہو اس وقت تک اسے اعلیٰ انسانی اقدار سے وابستہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ہدف زندگی:

انسان کو ہمیشہ سے ہی ایک مسئلہ پیش رہا ہے کہ زندگی کا مقصد و ہدف کیا ہے؟ شہید مطہریؒ کہتے ہیں یہی وہ مسئلہ ہے جس پر تحقیق ضروری ہے کہ انسان کو یہ زندگی کیوں ملی؟ آج معاشرے میں ہر طرف رنج وغم اور درد جو نظر آتا ہے اسی وجہ سے ہے کہ ہم ابھی تک "مقصد حیات" ہی کو نہیں پہچانتے۔استاد شہیدؒ کی کتاب"ہدف زندگی" جو کہ آپ کے پانچ دروس کا مجموعہ ہے ان دروس میں آپ انسان کی حقیقت ،انسان کی تخلیق کا مقصد یا اسلامی حوالے سے دیکھا جائے تو انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد وغرض وغایت بیان کرتے ہیں۔آپ مؤثر انداز سے بتاتے ہیں کہ قرآن کے مطابق انسان کی وجہ تخلیق خود انسان کو سعادت کی منزل تک پہچانا ہے البتہ انسان کو راہ کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اسی سبب انسان کبھی عزت و سعادت کی راہ کا انتخاب کرتا ہے اور کبھی ذلت کی راہ پر چل پڑتا ہے بس یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ انسان کے اندر وہ کون سی استعدادات ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ مقصد حیات کو پاسکتا ہے۔

انسان کامل:

انسان کامل شہید مطہریؒ کی دقت نظر اور تحقیقی و عالمانہ سوچ کی عکاسی کرتی ہے یہ کتاب شہید مطہریؒ کی مولا متقیان کے بارے میں کی گئی چند تقاریر کا مجموعہ ہے ان تقاریر میں انہوں نے جہاں انسان کامل کی خصوصیات کو واضح کیا ہے وہیں وہ انسان کامل کے بارے میں عالم انسانیت میں رائج مختلف مکاتب ہائے فکر اور نظریہ ہائے حیات کا تقابلی جائزہ بھی پیش کرتے ہیں سب سے پہلے وہ کمال کی

وضاحت کرتے ہیں اور نقوص کی نشاندہی کرتے ہیں روحانی بیماریوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں پھر انسانی ارتقاء پر روشنی ڈالتے ہیں اور پھر اپنے سننے والوں اور پڑھنے والوں کے ساتھ اس عظیم اور باکمال انسان کی تلاش میں نکلتے ہیں جو کردار وگفتار کی اور علم وعمل کی اس منزل پر فائز ہو کہ جہاں پہنچتے پہنچتے عقیدے اور عمل کے پاؤں تھک جائیں اور وہ انسان کامل کے بارے میں مختلف نظریات مثلاً مکتب عرفان، مکتب عقل، مکتب عشق مکتب قدرت، مکتب وجودیت وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔ان کی نظر میں علیؑ کی معرفت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم اسلام کو صحیح معنوں میں نہ پہچان لیں۔

سیر وسلوک:

یہ عرفان کے موضوع شہید مطہریؒ کے اہم آثار میں سے ایک ہے یہ کتاب درحقیقت تین حصوں پر مشتمل ہے جس میں پہلا حصہ سیر وسلوک شہید مطہریؒ کی نظر میں دوسرے حصے میں اسی موضوع کو آیۃ اللہ طبا طبائی اور تیسرے حصے میں یہی موضوع پر از نظر امام خمینیؒ بحث کی گئی ہے کیونکہ شہید مطہری خود سالک الی اللہ تھے اور انہوں نے ان منازل کو امام خمینیؒ اور حاج مرزا علی آقا شیرازی جیسے اساتذہ کی تربیت میں طے کیا تھا اس کتاب کے پہلے حصے میں شہید مطہری عرفان نظری پہ روشنی ڈالتے ہیں اور ابتدائے اسلام سے لے کر عہد حاضر تک کہ بڑے بڑے عرفاء کا تعارف کرواتے ہیں۔

جہاد:

اسلام جو کہ امن وسلامتی کا مذہب ہے زمانہ قدیم سے غیر مسلم اس کوشش میں ہیں کہ اسلام کو شمشیر، جبر اور زور کا نتیجہ قرار دیں گذشتہ صدی سے اس کوشش میں تیزی آگئی ہے انہوں نے تعلیمات اسلامی کو تنقید کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کی ہے کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو دہشتگردی گردانتے ہوئے اسلام کو دہشتگردی کا مذہب ثابت کریں۔استاد شہید نے اسی اسلام دشمنی کے عنصر کو

دیکھتے ہوئے تہران کی ایک مسجد میں گفتگو کی جو ہمارے پاس ایک کتاب بعنوان" جہاد" موجود ہے۔استاد شہید نے اس میں جنگ اور جارحیت میں فرق،فلسفہ جہاد ومقصد وہدف جہاد،آزادی عقیدہ اور نجات مستضعفین جیسے موضوعات پر بحث کی ہے۔

امامت ورھبری:

شہید مطہریؒ کی یہ کتاب اگرچہ حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہے لیکن موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہم ہے اس کتاب میں مسئلہ امامت سے متعلق امت مسلمہ کے دیگر مکاتب فکر میں امامت و رہبر کے نقطہ ہائے نظر کا جائزہ لیتے ہیں اس کتاب میں امام کی خصوصیات و امامت و رہبریت کو ازنظر قرآن بیان کیا ہے اوراہم ترین بات یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں موجود امامت کے متعلق سوالات وشبہات کامدلل جواب دیا ہے۔مکتب تشیع کی صحیح تفہیم کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس کتاب کا دقیق مطالعہ کیا جائے۔

حماسہ حسینی علیہ السلام:

اس اہم موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے استاد شہید مطہریؒ تحریک امام حسینؑ کا حماسی پہلو بیان کرتے ہیں اور قیام امامؑ میں غیرت،شجاعت اور مردانگی جیسے روشن پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے امام حسینؑ کی مصیبت پر آنسو بہانے چاہیں مگر انہیں آئیڈیل سمجھتے ہوئے ورنہ ایک ضائع ہوجانے والے مجبور اور مظلوم پر رونا کیا؟۔آئیڈیل کے غم میں روئیں تاکہ وہی جذبات پیدا ہوں،اسی طرح ظلم اور ظالم سے جنگ کریں حق اور حقیقت کے بارے میں غیرت وحمیت پیدا ہو،آپ بھی انصاف طلب ہوسکیں اور آپ کو بھی خیال آئے کہ شرافت،کرامت،بزرگی وعزت نفس کیا چیز ہوتی ہے۔پس آج ضروری ہے کہ حقیقی معنوں میں تحریک ومقصد قیام امام حسینؑ سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے حماسۂ حسینیؑ کی شناخت کریں۔